بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوۃ دائمہ مستمرہ کے خلاف تحریر کردہ رسوائے زمانہ کتاب
"تحقیقات" کا علمی، تحقیقی، متین، مسکت مسقط اور ترکی بہ ترکی جواب

المعروف بہ

تنبیہات

بجواب

تحقیقات

جلد اول

از قلم

پاسبان عظمت حبیب رحمان

مفتی عبد المجید خان سعیدی رضوی

بارک اللہ لہ وحنیبہ وفیہ وکل مالہ

صدر شعبہ تدریس افتاء و مہتمم جامعہ غوث اعظم و جامعہ سعیدیہ و خطیب جامع مسجد نوری

رحیم یار خان سٹی (پنجاب، پاکستان)

قادریہ پبلشرز، کراچی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سیّدِ عالم ﷺ کی نبوۃ دائمہ مستمرہ کے خلاف تحریر کردہ رسوائے زمانہ کتاب ''تحقیقات'' کا علمی، تحقیقی، متین، مسکت، مسقط اور ترکی بہ ترکی جواب

تنبیہات

الاخیار علی التوھمات باسم التحقیقات فی نبوۃ سیّد الابرار

(صلوات اللہ وتسلیماتہ علیہ وعلی آلہ الاطائب واصحابہ الاطہار)

فی عالمی الحقائق والارواح والذروسائر الادوار

المعروف بہ

تنبیہات ــ بجواب ــ تحقیقات

جلد اوّل

(تفصیل مسئلہ واثبات مدّعا)

از قلم

پاسبان عظمت حبیب رحمان مفتی عبدالمجید خان سعیدی رضوی بارک اللہ لہ وفیہ علیہ وکل مالہٗ

صدر شعبہ تدریس وافتاء ومہتمم جامعہ غوث اعظم وجامعہ سعیدیہ وخطیب جامع مسجد نوری

رحیم یار خاں سٹی (پنجاب، پاکستان)

قادریہ پبلشرز O کراچی

نام کتاب: تنبیہات ___ بجواب ___ تحقیقات (جلد اوّل)

مصنف: حضرت علامہ مولانا مفتی عبدالمجید خان سعیدی رضوی

پروف ریڈنگ: مولانا محمد احمد قادری مدرس۔ محمد عمران غوری متعلم جامعہ غوث اعظم رحیم یار خان

اشاعت نمبر مع تاریخ: حصہ اوّل اشاعت دوم، حصہ دوم اشاعت اوّل۔ شعبان المعظم ۱۴۳۵ھ جون ۲۰۱۴ء

صفحات: ۱۰۹۶

ناشر: قادریہ پبلشرز، کراچی

باہتمام: فاضل جلیل حضرت علامہ مولانا سیّد مظفر حسین شاہ صاحب قادری رضوی دامت برکاتہم العالیہ (کراچی)

کتاب ملنے کے پتے

- کاظمی کتب خانہ (عقب جامعہ غوث اعظم، متصل جامع مسجد نوری، شاہی روڈ رحیم یار خان)
- مکتبہ برکات المدینہ (بہادر آباد کراچی)
- مکتبہ غوثیہ ہول سیل (سبزی منڈی کراچی)
- اویسی بک سٹال (جامع مسجد رضائے مجتبےٰ (پیپلز کالونی، گوجرانوالہ)
- ضیاء الدین پبلشرز، کھارادر، کراچی
- ادارہ صراطِ مستقیم پبلی کیشنز (۶-۵ مرکز الاویس دربار مارکیٹ لاہور)
- مکتبہ رضویہ آرام باغ، کراچی
- مکتبہ نوریہ رضویہ (گلبرک-A فیصل آباد)
- مسلم کتابوی (داتا دربار مارکیٹ لاہور)
- مکتبہ زاویہ لاہور
- شبیر برادرز (اردو بازار لاہور)
- مکتبہ مہریہ کاظمیہ نزد جامعہ انوار العلوم، قذافی چوک (ملتان)
- مکتبہ قادریہ رضویہ لاہور
- مکتبہ اہل سنت نزد جامعہ عنائتیہ (خانیوال)

نفی کا مضحکہ خیز انداز:

مصنفِ تحقیقات نے بعض مقامات پر سیّد عالم ﷺ سے نبوت کی ان الفاظ میں بھی نفی کی ہے: ''محبوب کریم ﷺ سے نزول کتاب کی امید اور آرزو کی نفی کی جارہی ہے''۔(بلفظہ) ملاحظہ ہو (تحقیقات' صفحہ ۱۱۶' نیز جوابی مکتوب مصنف تحقیقات) جو انتہائی مضحکہ خیز ہے کیونکہ ''محبوب'' کا لفظ ثبوت کا مقتضی ہے نہ کہ نفی کا یعنی محبوب کی مانی جاتی ہے رد نہیں کی جاتی۔ عطاؤں کی بارش کی جاتی ہے اور اس کو دیا جاتا ہے اس سے چھینا نہیں جاتا۔ اس کے لاڈ چلتے ہیں حوصلہ افزائیاں ہوتی ہیں حوصلہ شکنیاں نہیں ہوتیں۔ مصنف تحقیقات کے طور پر ان کے لفظوں کا مفہوم یہ بن رہا ہے کہ اللہ نے باوجود تمام تر مہربانیوں کے اپنے لاڈلے کو یہ کمال نہیں دیا ولا حول ولا قوۃ الا باللہ۔

اور یہ ایسے ہے جیسے منکرین فضائل نبوت' اہل سنّت کو جواب دہ قرار دیتے ہوئے کہا کرتے ہیں کہ کیا ''حضور'' حاضر ناظر ہیں؟ نبی ﷺ کو غیب کا علم حاصل تھا اور کیا رسول اللہ نور اور مختار تھے؟ حالانکہ حضور' نبی اور رسول کے الفاظ بذات خود ترتیب وار حاضر ناظر' عطائی علم غیب' نورانیت' اور خداداد اختیارات کا ثبوت ہیں۔ فیا للعجب ولضیعۃ العلم والادب۔

کیا انکار و سلب نبوت کا قول مصنف تحقیقات کے داعنتم کے خصوم کا ان پر جھوٹا الزام ہے:

مصنفِ تحقیقات کے اتباع نے یہ کہنا شروع کیا ہوا ہے کہ موصوف عالمِ ارواح والی نبوّت کے سلب کے قائل نہیں ہیں نیز خود موصوف نے بھی آغاز کتاب میں یہی تأثر دیا ہے۔

چنانچہ ان کے ایک تلمیذ کے لفظ ہیں: ''گزشتہ کئی مہینوں سے اشرف العلماء کے حوالہ سے علماء واعظین اور مقررین کے ہاں عجیب وغریب نظریات دیکھنے اور سننے کو مل رہے ہیں کوئی یہ کہتا ہے کہ معاذ اللہ انہوں نے سرکار کی نبوّت ورسالت کا انکار کردیا''۔(ملخّصاً بلفظہ) ملاحظہ ہو (تحقیقات' صفحہ ۷)۔

خود مصنف تحقیقات کا کہنا ہے کہ: ''کچھ عرصہ سے چند نوجوان' نوخیز واعظین کرام اور مقررین عظام اس طرح کا پروپیگنڈہ کررہے ہیں اور شور شرابا برپا کیے ہوئے ہیں کہ محمد اشرف سیالوی نبی کریم ﷺ کو بچپن سے نبی تسلیم نہیں کرتا اور چالیس سال کے بعد آپ ﷺ کے لیۓ نبوّت ورسالت کا تحقق تسلیم کرتا ہے''۔ ملاحظہ ہو (تحقیقات' صفحہ ۱۵)۔

نیز صفحہ ۲۰' ۲۱ پر یہ عنوانات قائم کیۓ ہیں: ''الزام واتہام کا مبداء ومنشاء''۔ نفی نبوت اور انکار رسالت کا بہتان عظیم''۔

اوّل: واعظین، مقررین اور وہ بھی نوخیز اور نوجوان کو اپنا مخالف ظاہر کرنے کا واضح مطلب یہ ہو رہا ہے کہ ان کے معترضین صرف واعظ اور مقرر ٹائپ کے لوگ ہیں یعنی جہلاء اور کم از کم قلیل العلم قسم کے افراد ہیں، قابل ذکر علماء میں سے کوئی بھی نہیں جب کہ ان کے مؤیدین سب اہل علم حضرات ہیں۔ جب کہ حقیقت اس کے بالکل برعکس ہے تمام جلیل القدر علماء اہلِ سنّت اس مسئلہ میں ان کے مخالف ہیں جن میں ماہرین تدریس، شیوخ الحدیث، شیوخ التفسیر، شیوخ الفقہ، مناظرین اور اہل فتویٰ بھی شامل ہیں جس کی کچھ تفصیل شروع میں ''مختصر پس منظر مسئلہ'' کے زیر عنوان گزر چکی ہے۔ ان کے تلمیذ کے بیان میں ''علماء'' کے الفاظ سے بھی اس کا رد ہو رہا ہے۔ ان کے ہم نواؤں میں دینہ کے مولوی شعیب حسن جیسے لوگ ہیں جو درس نظامی کے درجہ ثالثہ تک بھی مکمل پڑھے ہوئے نہیں ہیں اور ہیں بھی جی حضوری قسم کے یا پھر اس میں ان کا حامی بلکہ رپورٹ کے مطابق مسئلہ ہٰذا کا محرک اور مولانا کو خراب کرنے والا ان کا نوخیز اور نوجوان بیٹا ہے جب کہ بیٹے کی گواہی باپ کے حق میں شرعاً قابل قبول نہیں۔ نیز شاگرد بھی بیٹے ہی ہوتے ہیں لہٰذا ان کے حامی صرف اور صرف ان کے اپنے حلقہ ہی کے نومولود قسم کے چھوکرے ہی ہیں اور ان کے زیر اثر قسم کے لوگ۔ اور بس۔

ثانیاً: پروپیگنڈہ کر رہے ہیں اور شور شرابا برپا کیے ہوئے ہیں'' کے الفاظ سے یہ مترشح ہوتا ہے کہ یہ بات محض کم علم قسم کے لوگوں کا قول ہونے کے ساتھ ساتھ مولانا پر ان لوگوں کا جھوٹا الزام بھی ہے جب کہ یہ بھی سراسر خلاف واقعہ ہے اور خود ان کے لفظوں میں صحیح اور مطابق واقعہ یہی امر ہے کہ ''محمد اشرف سیالوی نبی کریم ﷺ کو بچپن سے نبی تسلیم نہیں کرتا اور چالیس سال کے بعد آپ ﷺ کے لیے نبوّت و رسالت کا تحقق تسلیم کرتا ہے''۔

اگر یہ صحیح نہیں بلکہ محض پروپیگنڈہ اور شور شرابا ہے تو وجہ نزاع کیا امر اور جھگڑے کی بنیاد کیا چیز ہے؟ اور یہ کتاب انہوں نے کس امر کی وضاحت کے لیے لکھی ہے؟ پھر اپنی اس کتاب میں جگہ جگہ اس کی تصریحات کے ساتھ متعدد مقامات پر یہ ثابت کرنے کی کوشش کیوں کی اور بار بار یہ رٹ کیوں لگائی ہے کہ ولادت باسعادت سے چالیس سال کی عمر شریف تک آپ ﷺ کو نبی نہ ماننا کسی قسم کی قطعاً کوئی گستاخی اور سوء ادبی نہیں ہے؟ نہایت ہی افسوس سے کہنا پڑ رہا ہے کہ مولانا یہاں منکرین شانِ رسالت کی چستی والی روش کو اپنا کر بیک وقت اپنا پیغام بھی دینا چاہتا ہے اور ساتھ ہی اپنا دامن بھی بچانا چاہتے ہیں جو انتہائی مذموم اقدام اور عوام کو چکر دینے والی بات ہے۔ اور ان کے تلمیذ کے لفظوں میں عجیب و غریب بھی جس کی جتنی مذمت کی جائے اتنی کم ہے

ع صاف چھپتے بھی نہیں نظر آتے بھی نہیں ولاحول ولاقوۃ الا باللہ

سلب کا معنی اور اس کی صورتیں:

اس امر کو جانچنے کے لیئے کہ مصنفِ تحقیقات نے سلب نبوّت کا عقیدہ اپنایا ہے یا نہیں؟ یہ سمجھئے کہ سلب کا معنٰی کیا ہوتا ہے اور اس کی صورتیں کیا ہوتی ہیں؟ فاقول و باللہ اصولُ۔

سلب کے معانی:

سلب کے دو معانی ہیں: زبردستی کوئی چیز چھین لینا چنانچہ امام راغب فرماتے ہیں: ''السلب نزع الشئ من الغیر علی القھر ''(مفردات صفحہ ۲۳۹، طبع کراچی)۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''وان یسلبھم الذباب شیئا لا یستنقذوہ منہ ''بتوں سے اگر کوئی چیز مکھی بھی چھین کر لے جائے تو وہ اتنے عاجز ہیں کہ مکھی سے بھی اس چیز کو واپس نہیں کر سکتے۔ (الحج)۔

نیز نحو میر میں بدل کی بحث میں یہ مثال مبتدیوں کو پڑھائی جاتی ہے ''سلب زید ثوبہ ''زید سے اس کا کپڑا زبردستی چھین لیا گیا۔

نمبر۲: اس کا دوسرا معنٰی نفی ہے یعنی ایجاب کا مقابل۔ چنانچہ ایجاب وسلب، نیز نسبت ایجابیہ وسلبیہ اور قضیہ موجبہ وسالبہ کے الفاظ میں یہی معنٰی ہے۔

ان معانی کو ادا کرنے کے لیئے یہ کچھ ضروری نہیں ہے کہ صاف صاف یہ کہا جائے کہ فلاں سے فلاں چیز چھین لی گئی یا فلاں امر اس طرح سے نہیں ہے بلکہ اس کے لیئے مفہوم کو ادا کرنے والا متبادل انداز بھی کفایت کرتا ہے۔ مثلاً مکروہ تحریمی اور حرام کا مرتکب شمار ہونے کے لیئے ضروری نہیں کہ صیغہ نہی سے وارد شدہ حکم شرعی کی خلاف ورزی کی ہو بلکہ واجب اور فرض کے ترک سے بھی اسی کا ارتکاب متصور ہوگا۔ ایک آدمی کہتا ہے زید موجود نہیں ہے یا کہتا ہے کہ زید چلا گیا ہے دونوں کا ایک ہی معنٰی ہوگا۔

فقیر نے دو آدمیوں کو جھگڑتے ہوئے دیکھا ایک بڑی عمر کا تھا دوسرا کم عمر۔ بڑی عمر والے نے اسے کتّے کی گالی دی۔ چھوٹے نے سوچا کہ جواب بھی ضروری ہے لیکن یہ لفظ صریحاً بولا تو چھترول ہو جانے کا خطرہ ہے اس لیئے اس نے ہاتھ جوڑ کر اس سے کہا آپ جیسے فرمائیں فرما سکتے ہیں کیونکہ آپ میرے بڑے بھائی جو ہیں۔ تو کیا یہ وہی بات نہیں جو وہ کہنا چاہتا تھا بلکہ ''الکنایة ابلغ من الصریح'' کے پیشِ نظر کھول کر بیان کرنے سے زیادہ مؤثر ہے۔

امام اہلِ سنّت اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا فیصلہ لے لیجیئے۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ سے سلب کی مختلف شکلوں کی وضاحت:

چنانچہ آپ اپنے رسالہ مبارکہ باب العقائد والکلام میں تمام اہل باطل کے فی الحقیقت منکر خدا ہونے

کی (اگر چہ بظاہر مقر بھی کیوں نہ ہوں) وضاحت فرماتے ہوئے لکھتے ہیں: ''ایجاب وسلب متناقض ہیں جمع نہیں ہو سکتے۔ وجود شے اس کے لوازم کے وجود کا مقتضی اور ان کے نقائص ومنافیات کا نافی ہے کہ لازم کا منافی موجود ہو تو لازم نہ ہوا اور لازم نہ ہو تو شے نہ ہو۔

تو ظاہر ہوا کہ سلب شے کے تین طریقے ہیں اوّل: خود اس کی نفی مثلاً کوئی کہے انسان ہے ہی نہیں۔

دوم: اس کے لوازم سے کسی شے کی نفی مثلاً کہے انسان تو ہے لیکن وہ ایک ایسی شے کا نام ہے جو حیوان یا ناطق نہیں۔

سوم: ان کے منافیات سے کسی شے کا اثبات مثلاً کہے انسان، حیوان ناہق یا صاہل سے عبارت ہے۔

ظاہر ہے کہ ان دونوں پچھلوں نے اگر چہ زبان سے انسان کو موجود کہا مگر حقیقۃً انسان کو نہ جانا۔ وہ اپنے زعم باطل میں کسی ایسی چیز کو انسان سمجھے ہوئے ہیں جو ہر گز انسان نہیں۔ تو انسان کی نفی اور اس سے جہل میں یہ دونوں اور وہ پہلا جس نے سرے سے انسان کا انکار کیا، سب برابر ہیں۔ فقط لفظ میں فرق ہے' اھ بلفظہ۔

ملاحظہ ہو (فتاویٰ رضویہ شریف، جلد ۱، صفحہ ۳۶۷، طبع دار العلوم امجدیہ مکتبہ رضویہ، آرام باغ روڈ کراچی)

امام اہلِ سنّت کی اس عبارت کے حوالہ سے اتنا بتانا مقصود ہے کہ کسی چیز کی نفی اور سلب کے لیۓ صرف صاف انکار کرنے کا طریقہ ہی نہیں بلکہ مفہوم ادا ہونے سے بھی سلب ونفی کیا جانا ایک حقیقت ہے۔

آمدم بر سرِ مطلب:

لہٰذا مصنفِ تحقیقات نے سلب نبوت کے الفاظ نہ بھی استعمال کیے ہوئے ہوں تو اس سے ہمارا مقصود باطل نہیں ہوتا کیونکہ انہوں نے اس کے لیۓ کئی طریقے اپنائے ہیں جو سلب کے مفہوم کو پورا پورا ادا کرتے ہیں۔ کچھ تفصیل حسب ذیل ہے:

۱　　تحقیقات میں بزعم خویش اپنے موقف کی تائید میں جتنی آیات اور احادیث وآثار لائے ہیں وہ مطلقاً نفی کے لیۓ لائے ہیں کوئی آیت یا حدیث واثر ایسی نہیں جس میں روحانی اور جسمانی نبوّت کی تقسیم ہو یا عند اللہ نبی اور عند الناس ولی ہونے کی تفصیل ہو۔

۲　　علامہ مولانا مفتی غلام نصیر الدین نصیر حسنی دامت برکاتہم العالیہ (آف شورکوٹ) نے تنبیہات پر اپنی تقریظ میں ذکر فرمایا ہے کہ انہوں نے وفد کی شکل میں مصنفِ تحقیقات سے ملاقات کر کے ان سے اس مسئلہ پر گفتگو کی تو موصوف نے دعویٰ کچھ کیا اور دلائل جتنے دیئے وہ مطلقاً نفی کے تھے اس لیۓ وہ دل برداشتہ ہو کر اٹھ کر چلے آئے۔

۳ نیز مصنف تحقیقات نے لکھا ہے کہ: محبوب کریم ﷺ عالمِ ارواح میں بالفعل نبی تھے (الیٰ) لیکن عالمِ بشریت اور وجود عنصری کا حکم جداگانہ ہے تمام لوگوں نے وہاں الست بربکم کے جواب میں بلیٰ کہا اور ایمان لائے لیکن یہاں پھر ایمان لانے کے ساتھ مکلّف بھی ہیں اور کافر و مشرک اور مؤمن موحد اور مخلص و منافق کی تمیز بھی ہے۔ لہٰذا عالمِ ارواح میں نبی ہونے سے پیدا ہوتے ہی نبی و رسول ہونا لازم نہیں آتا"۔
(تحقیقات، صفحہ ۲۶، طبع اوّل)

مصنفِ تحقیقات کی یہ عبارت اس بارے میں کئی وجوہ سے دوٹوک ہے کہ آپ ﷺ کی عالمِ ارواح والی نبوّت حضور کے وجود عنصری میں تشریف لانے کے بعد بالکل کالعدم اور قطعاً غیر معتبر اور غیر مؤثر تھی جیسا کہ آخری جملہ سے واضح ہے۔ نیز وہ کہہ رہے ہیں کہ اس جہان میں سب مؤمن تھے لیکن اس جہان میں کچھ کافر و مشرک اور کچھ منافق ہوگئے یعنی ان کا ایمان باقی نہ رہا جو اس امر کی دلیل ہے کہ نبی کی نبوت بھی یہاں باقی نہ رہی والعیاذ باللہ العظیم۔

پس وہ کس منہ سے کہہ رہے کہ وہ عالمِ ارواح کی نبوّت کے سلب یا ختم ہونے کے قائل نہیں ہیں۔

اس عبارت میں مصنفِ تحقیقات نے جو حدیث " لایقاس بنا احد " سے انحراف کرتے ہوئے سیّد عالم ﷺ کا نبوت والا معاملہ کافروں مشرکوں اور منافقوں سے ملا کر جس سوء ادبی کا ارتکاب کیا ہے، وہ اس پر مستزاد ہے۔ حالانکہ نبوّت جب سلب سے پاک ہے اور سلب نبوّت محال ہے تو اسے غیر نبی اور وہ بھی کافر و مشرک اور منافق کے کفر و شرک اور نفاق سے ملا دینا اس امر کی نشان دہی کرتا ہے کہ وہ سلب نبوّت کے قائل نہ ہوتے تو یہ بات کبھی منہ سے نہ نکالتے اور گندی تشبیہ سے پرہیز کرتے۔

نیز نبی کی نبوّت کے حق میں عالمِ ارواح و اجساد کے فرق کے دعویٰ کے باطل ہونے کے لیے اتنا بھی کافی ہے کہ موصوف نے صرف اس کی دلیل میں اپنا ذاتی قیاس پیش کیا ہے، اس پر کوئی آیت یا حدیث نہیں لا سکے جب کہ یہ مسئلہ غیب کا ہے جو آیت یا حدیث کے بغیر حل ہوسکتا ہی نہیں یعنی یہ قیاس کے دائرہ کار سے باہر ہے۔

نیز تحقیق یہ ہے کہ جو اس جہان میں کافر ہے وہ اس جہان میں بھی کافر ہی تھا اور بلیٰ کا جواب محض دیکھا دیکھی دیا جس کی مکمل بحث باب ۸، ۹ میں دیکھی جا سکتی ہے۔ لہٰذا یہ قیاس ہی سرے سے بے محل ہے اور اس کے بطلان کی مزید دلیل۔ والحمد للہ المولٰی الجلیل۔

۴ مزید لکھا ہے کہ: "دنیا والی نبوّت کو عالمِ ارواح والی نبوت کا عین ٹھہرانا اور اس کو اسی کا تسلسل اور دوام

ٹھہرانا قطعاً درست نہیں ہے بلکہ وہ علیحدہ ہے اور یہ علیحدہ"۔ ملخّصاً۔ ملاحظہ ہو (تحقیقات' صفحہ ۲۰۹' طبع اوّل)۔

اس عبارت کا بھی یہی مطلب متعین ہے کہ اس دنیا میں چالیس سال کی عمر شریف تک عالمِ ارواح والی نبوّت مصنفِ تحقیقات کے نزدیک معاذ اللہ معطل اور غیر معتبر و غیر مؤثر رہی۔ لہٰذا ان کا زبانی طور پر اس کے برخلاف بیان دینا چستی اور دفع وقتی ہے۔ الامان الحفیظ۔

۵　علاوہ ازیں موصوف نے اپنی اس کتاب کے کم و بیش سولہ صفحات اس امر کے ثابت کرنے کے لیئے مختص کیئے ہیں کہ آپ ﷺ پیدائش مبارک کے بعد سے چالیس سال کی عمر شریف تک صرف اور صرف اور بس ولی ہی تھے نبی نہ تھے۔ ملاحظہ ہو (تحقیقات' صفحہ ۲۲۹ تا ۲۴۵' طبع اوّل)۔

ظاہر ہے کہ اس میں ولی' نبی کے مقابل کے طور پر ہے جس کی مثال وہ ہستیاں ہیں کہ جن کے صرف ولی اور نبی ہونے میں اہلِ علم حضرات کا اختلاف ہے یعنی جو انہیں صرف ولی مانتے ہیں وہ انہیں نبی نہیں مانتے اور جو ان کی نبوت کے قائل ہیں وہ انہیں صرف ولی نہیں قرار دیتے۔

مصنفِ تحقیقات نے بھی اس طرح کی بحث حضرت خضر علیہ السلام کے بارے میں سپردِ قلم کی ہے۔ ملاحظہ ہو (تحقیقات' صفحہ ۴۲' طبع اوّل)۔

یہ بھی حضور سیّد عالم ﷺ کی عالمِ ارواح والی نبوّت کو ان کے سلب سمجھنے کی دلیل ہے ورنہ اگر اس نبوت کو باقی مانتے ہیں تو صرف ولی ہونے کا نظریہ اس سے باطل ہو گیا اور اس بحث کا انہیں کچھ فائدہ نہ ہوا۔ لہٰذا جب وہ اسے باقی نہیں مانتے تو ان سے سلب نبوت کی نسبت درست ثابت ہوئی اور الزام صحیح ہوا۔ اور یہ ان کے لیئے اگلتے بنے نہ نگلتے بنے والی کیفیت ہوئی۔ نعوذ باللہ من غضبہٖ۔

۶　اس کی وضاحت اس سے بھی ہوتی ہے کہ جب ان سے کہا گیا کہ چالیس سال کے بعد نبوت ملنے کے نظریہ میں آپ لوگوں کا وہابیوں کے ساتھ اشتراک اور توافق ہو گیا ہے تو صاف صاف لکھ دیا کہ وہابیہ وحی سے سرکار علیہ السلام کو معاذ اللہ مؤمن بھی تسلیم نہیں کرتے جب کہ ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ سرکار وحی سے قبل ولایت کے اعلیٰ مقام پر فائز تھے تو وہابیہ اور ہمارے عقیدہ میں زمین آسمان کا فرق ہے۔ (ملخّصاً بلفظہ)۔ ملاحظہ ہو (تحقیقات' صفحہ ۲۶۵ نیز ۱۱۲ نحوہٗ)۔

تو ایمان کے بعد صرف ولایت کا قول نبوت سے خالی ہونے کے معنیٰ میں ہے پس وہ کیسے کہتے ہیں کہ وہ حضور کی اس نبوت کے سلب کے قائل نہیں ہیں۔

۷　وہ یہ بھی خود لکھ چکے ہیں کہ عالمِ ارواح میں بھی آپ ﷺ کی وہ نبوت کچھ وقت کے لیئے تھی پھر آپ

معاذ اللہ نبی نہ رہے۔(مستفاداً) ملاحظہ ہو(تحقیقات ‘صفحہ ۳۴‘۳۵‘۹۸ طبع اوّل)۔

پس وہ کیسے کہتے ہیں کہ وہ آپ کی اس نبوت کے سلب کے قائل نہیں ہیں اور آپ کی وہ نبوت سلب نہ ہوئی۔

۸　بھلا جو یہ اشارہ دیتا ہو کہ سورۂ علق کی آیات کے نزول کے بعد بھی آپ ﷺ کے نبی ہونے کی بات پکّی نہیں ہے وہ عالمِ ارواح کی نبوّت کے دوام و بقاء نیز عدم سلب وعدم ختم کا کیونکر قائل ہوسکتا ہے۔ملاحظہ ہو (تحقیقات ‘صفحہ ۲۱۹ ‘طبع اوّل ‘) والعیاذ باللہ العظیم۔

۹　سؤال یہ ہے کہ موصوف بعداز ولادت باسعادت حضوراقدس ﷺ کی اس نبوت کو مؤثر یعنی فیض رساں مانتے ہیں یا نہیں؟ بصورت اوّل آپ کے نبی نہ ہونے کا ان کا نظریہ باطل ہوا اور بصورت ثانی سلب نبوت ہونے کا قائل ہونا لازم آیا۔جوڈبل مصیبت اور دوگونہ عذاب ہے۔

۱۰　امام سالمی نے تمہید میں فرمایا ”جو شخص کسی بھی نبی کو بچپن میں نبی نہ مانے وہ ایسا کافر ہی کہ اس میں کسی تاٗ ویل کی بھی گنجائش نہیں۔نیز یہ بھی صراحۃً لکھا ہے کہ سلب نبوت کو جائز ماننے والا بھی کافر ہے ظاہر ہے کہ بچپن میں تو وہی روحانی نبوت ہی تھی تو معلوم ہوا کہ حضرت سالمی اسی کے سلب کے قول کو کفر قرار دے رہے ہیں۔

نیز علامہ ابوالفیض کتانی نے بھی صراحت کے ساتھ لکھا ہے کہ آپ ﷺ کو چالیس سال کی عمر شریف سے پہلے نبی نہ ماننا سلب نبوت کے اعتقاد کے مترادف ہے۔تفصیل کے لیئے ملاحظہ ہو(تنبیہات ‘باب ہفتم)۔

پس جب مصنفِ تحقیقات اس نبوت کے غیر مؤثر ہونے کے قائل ہیں اس لیئے وہ چالیس سال کے بعد نئے سرے سے نبی بنائے جانے کا نظریہ رکھتے ہیں تو اس کا لازمی نتیجہ یہی ہے کہ وہ اس نبوت کے سلب کے قائل ہیں لہٰذا۔

اب آخر میں اس پر خود ان کی تصریحات ملاحظہ کرکے یہ فیصلہ کیجیۓ کہ وہ سلب نبوت کا نظریہ رکھتے ہیں یا نہیں؟ چنانچہ کئی مقامات پر انہوں نے واضح لکھا ہے کہ آپ ﷺ کو وقت ولادت سے ۴۰ برس تک نبی نہ ماننا آپ کی بے ادبی‘ توہین اور گستاخی نہیں ہے۔ملاحظہ ہو(تحقیقات صفحہ ۳۱‘۳۲‘۳۴‘۳۵‘۳۶‘۹۳تا۹۵‘نیز ۹۷‘۹۸)۔

نیز صفحہ ۲۲‘۲۳‘۱۴۳‘۱۴۸‘۱۷۱ پر مصنف تحقیقات نے صفحہ ۲۴۶ پر ان کے بیٹے نے لکھا ہے کہ ۴۰ سال کے بعد آپ کو اس معنٰی میں نبوت عطاء اور حاصل ہوئی کہ اس سے پہلے آپ معاذ اللہ نبی نہ تھے (ملخّصاً)۔

نیز صفحہ ۲۴‘۲۵‘۱۱۰‘۱۴۱‘ اور ۲۳۵‘۲۴۸ پر صراحت ہے کہ آپ ﷺ معاذ اللہ ولادت سے ۴۰ سال تک نبی نہیں تھے (ملخّصاً)۔

صفحہ ۱۰۵، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۵۲، پر اسی کو صحیح اور قرآن و حدیث نیز آثار و اقوال سلف سے مرجّح اور اسی کے درست ہونے پر ایمان رکھنے کو لازمی قرار دیا ہے۔ (ملخّصاً)۔

نیز صفحہ ۲۴، ۲۲۷، ۲۲۳ اور ۲۲۹ پر دو ٹوک الفاظ میں کہا کہ معاذ اللہ آپ ﷺ چالیس سال تک نبی نہیں صرف ولی تھے (ملخّصاً)۔

نیز صفحہ ۳۱، ۱۱۷، ۱۳۷ پر قائلین نبوت کو طنزیہ طور پر "پروانے"، "ائمہ زمان"، "مقتدایان انام" کے الفاظ بولے ہیں۔

نیز صفحہ ۲۹ اور ۱۱۷ پر عقیدۂ نبوت کو "اختراعی نظریہ" اور مفروضہ نظریہ کہا ہے۔

نیز صفحہ ۳۰، ۳۹، ۱۹۶، ۲۱۸ اور ۲۲۳ پر قائلین نبوت کو فاتر العقل، کم فہم، عقل و خرد کے تقاضوں سے دور، غیر عقل مند و غیر دانشمند اور اپنے عقول و اذہان کو چھٹی دے رکھنے والے قرار دیا ہے۔ (ملخّصاً)۔

اور صفحہ ۱۹۶ پر لکھا ہے کہ: "نبی مکرم ﷺ کے حق میں عالمِ اجسام میں آغاز ولادت سے نبوت ثابت کرنا (الیٰ) سراسر تحکم اور سینہ زوری ہے اور اصولی شریعت سے ناواقفی اور لاعلمی کی دلیل ہے۔ (ملخّصاً بلفظہ)۔

اقول: یہ حوالہ جات اس امر کا بیّن ثبوت ہیں کہ مصنف تحقیقات نے نہ صرف یہ کہ ولادت باسعادت سے اعلان نبوت تک کے عرصہ میں آپ ﷺ کے نبی ہونے کا انکار کیا ہے بلکہ نبی نہ ہونے کے عقیدہ کو صحیح، محقق، مدلّل اور لازمی اور ضروری بھی گردانا ہے اور قائلین نبوت کو بہت سخت سست اور برا بھلا بھی کہا ہے پس نظریہ انکار کا حامل ہونے کے باوجود گول مول انداز میں اس کے جھوٹے الزام ہونے کا تاثر دینا بزرگانہ حکمتِ عملی نہیں تو اور کیا ہے؟ ورنہ آخر اسے کیا عنوان دیا جائے؟

انکار کے باوجود منکر نہ ہونے کا مطلب؟

انکار کے باوجود منکر نہ ہونے سے اگر مصنفِ تحقیقات کا یہ مقصد ہو کہ چونکہ ولادتِ باسعادت سے ۴۰ برس تک نبی ہونا ثابت ہی نہیں ہے اس لیئے اسے انکار سے تعبیر کرنا درست نہیں ہے۔ جیسے ام تنبئونہ بما لا یعلم الآیۃ نیز قل اتنبئون اللہ بما لا یعلم الآیۃ؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہ توجیہ قطعاً خلاف واقعہ ہے کیونکہ آپ ﷺ کی یہ فضیلت دلائل معتبرہ سے ثابت ہے جس کی تفصیل آئندہ صفحات میں آرہی ہے۔

علاوہ ازیں خود مصنفِ تحقیقات بھی اپنے مبارک قلم سے قرآن وسنّت کے دلائل و براہین سے اس کے صحیح ہونے کا اقرار کر چکے ہیں جس کی تفصیل مسئلہ ہٰذا میں ان کے عقیدہ سابقہ کے زیر عنوان دیکھی جاسکتی ہے۔ جو گزر چکی ہے۔